

’شرق اوسط جدید‘ کا شوشه

حامد عبدالرحمن الکاف

ایران اور انصارہ فرنٹ کے درمیان لبنان سے متصل شام کے ضلع انزبدانی کے مستقبل کے بارے میں استنبول میں ہونے والی بات چیت سے کئی غور طلب پہلو سامنے آئے:

۱- یہ معاملہ ایران کے ساتھ آسٹریا میں ۱+۵ کے معاهدہ وی آنا، پر دھنخڑ کے فوراً بعد ہوا ہے۔ جس کے بعض خفیہ پہلو بھی ہیں جن کا اعلان تو نہیں ہوا مگر ان پر عمل شروع ہو چکا ہے۔

۲- یہ عمل ضلع انزبدانی کے علاقے سے سُنّی مسلم آبادی کے انخلا اور ان کی جگہ شیعہ آبادی کو بسانے سے شروع ہو رہا ہے جو مبینہ طور پر ایک شیعہ ریاست کا جز ہو گا۔ یہ ریاست بحر روم کے مشرقی حصے پر ہو گی اور جو لازقیہ سے شروع ہو کر انزبدانی پر سے گزرتی ہوئی لبنان کے شیعی اکثریتی علاقے البقاع تک جائے گی۔

۳- ترکی کا کرد علاقے میں PKK (کردستان ورکرز پارٹی) پر اچانک ہلہ بول دینا، جس کی کامیابی کے لیے ترکی نے کوبانی تک عراقی کردوں کو پہنچایا، تاکہ داعش کو کوبانی سے نکالا جاسکے۔ ترکی کے موقف میں یہ تبدیلی اس لیے ہوئی کہ صدر طیب اردوغان کو احساس ہو گیا کہ عراقی کردستان کے ساتھ اب ترکی کردستان بھی بنے گا، جس میں صرف ایرانی کردستان کو شامل کرنا باقی رہے گا۔ اس طرح ایک آزاد کرد ریاست وجود میں آجائے کامکان پیدا ہو سکتا ہے۔ عراق میں ’فضائی سروں کی ممانعت‘ (نوفلائی زون) کا علاقہ، عراقی کردستان کی شکل میں ظاہر ہو سکتا ہے، کیوں کہ امریکا اس کو اپنی مدد کے ذریعے اسی طرف دھکیل رہا ہے۔ اس طرح شیعہ ریاست کی حدود وسیع تر کر کے عراقی سُنّی ریاست سے جوڑا جانا پیش نظر ہے۔ یہ امریکی وزیر خارجہ

کوٹڈالیز ایساں کے منصوبے میں ایک اہم پیش رفت کی صورت میں سامنے آ رہا ہے۔ مارچ ۲۰۰۳ء میں عراق پر امریکی حملے کے بعد، اس وقت اپنا منصوبہ بنارہی تھیں جب بُش انظامیہ ایران سے بات چیت شروع کر رہی تھی۔

۴- عراقی کردستان بننے کا مطلب جنوبی عراق کی شیعہ آبادی اور علاقے میں ایک اور شیعہ ریاست وجود میں لانا پیش نظر ہے اور عراقی کرد اور عراقی شیعہ آبادی کے درمیان ایک سُنّتی ریاست وجود میں لانے کا منصوبہ ہے۔

۵- نئی شیعہ ریاست جنوب میں کویت، اخیر، الدمام اور ظہران کے تیل کے ذخیرے والے علاقوں اور بحرین اور شاید قطر پر بھی بنانا پیش نظر ہے۔

انھوں نے ایران کو خلنج کے مشرقی دہانے سے اٹھا کر خلنج کے مغربی دھانے سلفی عرب تک پہنچا دیا ہے۔ غالباً یہ ایرانی کردستان کا خراج ہو، مگر یہ عربوں کے پہلو میں ایک زہریلا کائنٹا ہو گا جس کو استعماری طاقتیں عرب ایران تعلقات کو کشیدہ بنانے کے لیے ہمیشہ استعمال کرتی رہیں گی۔ یہ استعماری طاقتوں کا پرانا حرہ ہے، جس کے ذریعے وہ کشیدگی پیدا کر کے اپنے ہتھیار فروخت کرنا چاہتی ہیں۔ اس پس منظر میں ایران اور عربوں کو اس طرف سے بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

۶- وہاں تان کے نام سے امریکا ایک نئی ریاست بنانے میں دل چھپی ظاہر کرتا دھائی دیتا ہے۔ یہ شاید پڑول، کپاس اور ساحل سمندر سے محروم ہو گی۔

۷- گذشتہ کچھ عرصہ امریکا نے یمن کو تحدیر کھا تھا مگر جدید نقشے کے مطابق نہ صرف امریکا، برطانیہ ہوٹیوں اور علی صالح کو عبد رب ھادی کے برابر کا درجہ دینے پر تسلی ہوئے ہیں بلکہ اقوامِ متحدہ بھی امریکا، برطانیہ اور ہوٹیوں کے ساتھ علی الاعلان ہو گئی ہے۔

سوال یہ ہے کہ مستقبل قریب میں کویت یا عمان میں منعقد ہونے والی بات چیت میں دائیٰ جنگ بندی کا جوشو شچھوڑا جا رہا ہے، اس کا اصل مقصد شتمی یمن میں زیدی ریاست کا قیام تو نہیں ہے؟ یہ اندیشہ لفظ ”دائیٰ جنگ بندی“ سے پیدا ہو رہا ہے، جس کا مطلب بات چیت کو طول دینا اور وققی سرحدوں کو دائیٰ سرحدوں میں بدلتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایران اور +۵ ائم مل جل کر نہ صرف نقشے پر اتفاق کر لیا ہے بلکہ اس کو نافذ کر کے اس کے سیاسی، میان الاقوامی ماحول کو قابل قبول

بنانے کے لیے، روس اور چین کے ساتھ بھی مشاورت کی جا رہی ہے۔

بآخر حلقة کتبے ہیں کہ یہ ہے وہ اصل راز جو ساڑھے بارہ برس پر محیط اس بات چیت میں چھپا ہوا تھا، جو ایران اور ۱۵+۱ کے درمیان ہوتی رہی۔ عالمِ اسلام میں شاید اس بات کو تسلیم کرنا مشکل ہو کہ اسرائیل اب اُردن کے ساتھ اپنی حدود کو آخری حدود تسلیم کرنے پر راضی ہو گیا ہے۔ گویا ب نیل سے فرات تک اسرائیل کا خواب انتہا پسند نہیں یا یہ کے ہاتھوں دُن کیا جا رہا ہے جیسا کہ نیل سے شروع ہونے والے اسرائیل کو انتہا پسند منا جیم، بلکہ انتہا پسند گولڈ امیر نے دُن کیا تھا۔ یہ اعلان نہیں یا یہ کے ہاتھوں اُردن کی سرحد سے لے کر ۲۹ کلومیٹر طویل دیوار بنانے کے اعلان میں پوشیدہ ہے۔ یہ سب جھوہری ملک ہیں۔ اس لیے ان کے منصوبے اور ارادے کسی نہ کسی طریقے سے اور کسی نہ کسی وجہ سے اخبارات اور اُنہیں وی پر آ جاتے ہیں۔ ان پر سمجھیگی کے ساتھ بحث مبارکہ کئی برس ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ یہ داخلی اور خارجی پالیسی کا جزو بن جاتے ہیں اور ان کو نافذ کرنے کی کوششیں شروع ہو جاتی ہیں۔

عالمِ اسلام چونکہ تعلیمی لحاظ سے پس ماندہ ہے، پھر سلطنت اور آسان کوٹی اس امر کو دیک کی طرح کھائے جا رہی ہے۔ غیر اخلاقی، غیر قانونی ریاست اسرائیل کا وجود کھلی، اور ”علی الاعلان“ سازش کا نتیجہ ہے۔ شرق اوسط کی تقسیم سابق امریکی وزیر خارجہ کو نڈالیز ارائیں کے منصوبے کے تحت کرنے کی فضابانی جا رہی ہے۔ ”شرق اوسط جدید“ کی اصطلاح اسی خاتون نے ایک پر لیں کانفرنس کے دوران، جو تل ابیب میں جون ۲۰۰۶ء میں منعقد ہوئی استعمال کی تھی۔ پھر نومبر ۲۰۰۶ء میں گوبن ریسرچ میں یہ تذکرہ شائع ہوا۔ اس میں ”جدید شرق اوسط“ کا نقشہ بھی شائع کیا گیا تھا۔

اسی موضوع پر ایک تبصرہ رابن رائٹ کانیویارک کے سنتھے ریویو میں ۲۹ ستمبر ۲۰۱۳ء کو شائع ہوا۔ اس میں ایک نقشہ بھی شائع ہوا ہے جس میں پانچ عرب ملکوں کو ۱۷ بنا دیا گیا ہے۔ مگر اس میں یہ میں کو وہ حصوں میں، جب کہ سعودی عرب کو پانچ حصوں میں تقسیم کر کے دکھایا گیا ہے۔ امریکی حکومت کے منصوبہ ساز اس سُنی ریاست کو شامی کر دستان اور مجوزہ شامی ریاست کی صورت میں دیکھنا چاہتے ہیں جس طرح یہ میں زیدی اور شافعی یہنیوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت مارب میں سعودی، امارتی، بحرینی، قطری فوجیں جمع ہیں مگر حرکت پذیر نہیں ہیں، جب کہ

لچ کے سرحدی شہر کرش تک سعودی اتحاد کی فوجیں پہنچ کر رُک گئی ہیں اور تجزہ کو حوثی اور علی عبد اللہ صالح کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

اسی طرح کئی عرب مقتدر حلقوں کی طرف سے الجزیرہ الٹی وہی پر اعتراض کیا جا رہا ہے کہ: ”اسرائیل نے غزہ اور اردن کے مغربی دہانے میں رہنے والے فلسطینیوں کے ساتھ مل جل کر رہتے کا فیصلہ کر لیا ہے“۔ یہ مغالط آرائی بھی اسی بڑے منصوبے کے لیے ذہنوں کو تیار کرنے کا پروپیگنڈا ہے۔ سازش کا رنگ بھرنے کے لیے یہ نقشہ طویل وقت چاہتا ہے، مگر ہوا کا رُخ یہی ہے۔ مستقبل کے امریکی نقشوں میں اسرائیل کی موجودہ حدود بتائی گئی ہیں۔ امریکی آقاوں کے اس فیصلے یا سوچ میں ڈیکریٹ اور ری پبلکن دونوں برابر کے شریک ہیں۔

مسئلہ صرف یہ ہے کہ کیا مسلم دنیا کی سیاسی، فوجی، فکری، تعلیمی، مذہبی اور ابلاغیاتی قیادت، امریکی سامراجیوں کی مرضی و منشا کو پورا کرنے میں مددگار بننا چاہتی ہے، یا دورانندی کی اور سمجھ داری سے اس سازش کے تارو پوڈ کھیرنا چاہتی ہے؟
